International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/199 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.3 (2024)
(July-September)

Motives and Remedies of Jaranwala Tragedy: A Specific Study in the Light of the Penal Code of Pakistan

سانحہ جڑانوالہ کے محرکات وتدارک: مجموعہ تعزیرات پاکستان کی روشنی میں اختصاصی مطالعہ

ڈاکٹر حافظ محسن ضیاء قاضی

ایسوسی ایٹ پروفیسر، پوسٹ ڈاک فیلوشپ، آئی آر آئی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد اسلام آباد

ڈائریکٹر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز اینڈ شریعہ، ایم وائی یونیورسٹی، اسلام آباد hod.islamicstudies@myu.edu.pk

ڈاکٹر عطاء اللہ خان وٹو

نگران پروجیکٹ، پروفیسر، آئی آر آئی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد Wattoo888@gmail.com

Abstract:

This paper looks at the fundamental ideas that form the basis of religion and are shared by all prophets, from Prophet Adam (A.S.) to Prophet Muhammad (PBUH). Fundamentally, religion is the propagation of these universal truths that eliminate divisions and bring people together. Given that all Prophets communicated the same heavenly call, their common message emphasises the importance of respect between all religious traditions.The author makes the case that mutual tolerance for religious beliefs, peace, and security are essential to humanity's existence and advancement. It highlights how important it is to accept other viewpoints in order to prevent violence, strife, and injustice. Islam's teachings support this understanding and caution against abandoning interfaith tolerance, citing terrible incidents such as the Jaranwala incident as only one example. This article provides an overview of these problems and suggests fixes based on Pakistani law and Islamic teachings.

Keywords: Islam - Religion of Mercy; Jaranwala Incident; Pakistan Penal Code; Tolerance for Religions; Intercultural Harmony

تعارف: امن انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے۔اس کے بغیر نہ تو کوئی ریاست قائم رہ سکتی ہے اور نہ ہی وہ آگے ترقی کی طرف گامزن ہو سکتی ہے۔معاشرتی ترقی اور بقاء کا راز امن میں مضمر ہے اسی لئے جد الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی تو اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے امن کی دعا مانگی تھی۔قرآن حکیم نے اس دعا کو بطور استحسان یوں بیان فرمایا ہے:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا [1]

"یعنی اور جب کہا ابراہیم نے اے اللہ اس شہر کو امن والا بنادے۔"

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ایک صفاتی نام امین ہے جو امن سے نکلا ہے۔ کسی بھی معاشرے میں جب فرقہ واریت، دہشت گردی، قتل وغارت اور نفرت نہ ہو تو اس کو امن کہتے ہیں۔ اس لئے پاکستان میں قیام امن کے لئے ضروری ہے کہ انتشار، فتنہ وفساد، لڑائی جھگڑا، گالم گلوچ، قتل وغارت اور مذہبی منافرت کا خاتمہ کیا جائے۔

سانحہ جڑانوالہ کے اصل محرکات بہت سارے ہیں جن میں سے چند اہم یہ ہیں:

دین سے دوری :

آج ہم قرآن سے دور ہوتے جارہے ہیں، جیسا کہ گذشتہ بحث میں ذکر کیا گیا ہے کہ ہم قرآن مجید کو ضابطہ حیات کے طور پر نہیں لیتے بس حصولِ برکت اور اپنے دنیاوی مفاد کے لئے پڑھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جس طرح اپنے مثالی اسوہ حسنہ سے اقوام عالم میں انقلاب برپا کیا اور اسلام کی پہلی ریاست، ریاست مدینہ میں عدل وانصاف اور مساوات واخوت کا علم بلند کر کے امن کی مثال قائم کر دی۔ ہم نے اس عظیم اسوہ پر عمل نہیں کیا اور بجائے اخوت قائم کرنے کے ہم نے تفریق وتقسیم کی اور آپس میں نفرتوں، قتل وغارت گری اور سب وشتم کو رواج دیا۔ اللہ تعالی کے حکم کی سرِ عام مخالفت کی کہ اس کی رسی کو مضبوطی سے نہیں تھاما اور تفرقہ میں مبتلا ہو گئے۔

مذہبی عصبیت :

پاکستان میں بدامنی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم مذہبی تعصب کا شکار ہیں۔ ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کرنے کی بجائے نفرت کرتے ہیں حالانکہ نبی کریم ﷺ نے 622ء میں میثاق مدینہ (یہودیوں کے ساتھ معاہدہ) کے ذریعے پرامن فلاحی معاشرے کا نظریہ دیا۔ جس کی برکت سے مدینہ کے متحارب قبائل اوس وخزرج میں امن قائم ہوا۔ عیسائیوں کو مدینہ کی مسجد میں قیام اور عبادت کی اجازت دی، اس طرح مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان احترام مذہب کی بنیاد ڈال دی۔ مہاجرین مکہ جن میں بنوہاشم اور بنوامیہ کے افراد تھے ان میں "نظام مواخات" قائم کر کے باہمی رواداری کی بنیاد رکھی۔ یہودیوں کے قبائل بنو نفیر، بنو قریظہ، سے سماجی مواخات، احترام مذاہب اور ہم آہنگی کر کے اجتماعی نظام فلاح واصلاحِ معاشرہ کا انقلابی تصور پیش فرمایا۔

سیاسی بصیرت کی کمی :

بدامنی کی ایک بڑی وجہ ملک پاکستان میں جتنی بھی سیاسی پارٹیاں ہیں ان کے اندر فہم وفراست کی کمی ہے۔ یہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر امن کی بحالی اور پاکستان کو ایک فلاحی ریاست بنانے کی بجائے آپس میں تعصب کا شکار ہیں اور ایک دوسرے کو ذرا برابر بھی برداشت نہیں کرتے سوائے جس جگہ اپنا کوئی ذاتی مفاد نکل آئے۔ اس لئے سیاسی پارٹیاں اپنے ذاتی مفادات کو چھوڑ کر وطن کے مفاد میں سوچیں اور ملک کو حالت جنگ سے نکال کر ایک پرامن ریاست بنانے کے لئے قرآن وسنت کے منشور پر عمل کریں۔

عدم برداشت:

بدامنی کی ایک وجہ عدم برداشت بھی ہے کیونکہ ریاست میں اس وقت تک امن قائم نہیں ہوسکتا جب تک اس کے باشندے آپس میں ایک دوسرے کو برداشت نہ کریں۔ کسی بھی معاشرے میں اختلافات ضرور پائے جاتے ہیں مگر معاشرتی حسن یہ ہے کہ ایک دوسرے کے اختلافات کا احترام کریں اور دوسروں پر مہربانی کا رویہ روا رکھیں۔ ہم جس وقت غصہ میں آتے ہیں تو دوسروں کو نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہیں

چھوڑتے، برداشت بالکل ختم ہو جاتی ہے حالانکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسلام امن و سلامتی کا نام ہے۔ مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ [2]

''یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ و مامون ہوں۔''

اس لئے ہم اپنے اندر برداشت پیدا کریں اور دوسروں کے دین، نظریات اور عقائد کا احترام کریں اس سے خطے میں امن آسانی سے قائم ہو جائے گا۔

علماء کی عدم دلچسپی:

امن کی بحالی میں ایک داعی، مبلغ اور واعظ کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں عوام الناس علماء کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور ان کی تعلیمات پر اکثریت عوام عمل بھی کرتی ہے۔ ہمارے علماء کرام اس دلچسپی سے قیام امن کے لئے کوشاں نہیں ہیں جیسا کہ معمولات نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کے تھے۔ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لئے انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے۔ فرقہ واریت اور مذہبی منافرت کا مکمل خاتمہ کر کے باہمی رواداری اور ایک دوسرے کے مذاہب کا احترام کرنا ہوگا، اس کے لئے علماء کرام علمی و فکری مسائل کو فرقہ واریت کا سبب نہ بننے دیں اور تحقیقی و تدریسی باتوں کو چوک چوراہوں میں بیان کرنے سے گریز کریں۔ مذہبی اختلافات بالخصوص مسلکی اختلافات کے آداب میں اکابر علماء و اسلاف امت کی روایات کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں جو باہمی احترام و تعاون سے موسوم و عبارت ہیں۔ دیگر مذاہب کا احترام کریں اور جہاں انہیں اسلام کی دعوت دیں وہاں کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ اپنا مثالی کردار بھی پیش کریں۔

اقلیتوں کا فرائض سے کوتاہی:

غیر مسلم اقلیتوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے مذاہب کے امور میں جہاں احترام و آزادی چاہتے ہیں وہاں مسلمانوں کے عقائد و نظریات اور ان کے جذبات و احساسات کا احترام ضرور کریں۔ جس وقت منافرت کا رویہ روا رکھا جائے اس وقت کبھی بھی ریاست میں امن قائم نہیں ہو سکتا، کیونکہ مذہبی ہم آہنگی آپس میں جوڑتی ہے اور منافرت تفریق پیدا کر دیتی ہے۔ انہیں درخشاں اصولوں کے تحت اسلامی معاشرہ پر امن رہا اور آج بھی ہم انہی اصولوں سے اکتسابِ فیض کرتے ہوئے پر امن پاکستانی معاشرے کی تکمیل کا سفر جاری رکھیں تو یقیناً بہت زیادہ مثبت نتائج حاصل ہوں گے۔

حکومتی سطح پر غفلت:

نبی کریم ﷺ نے بحثیتِ سربراہِ ریاست پوری ذمہ داری کے ساتھ احسن انداز سے دعوتِ دین کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو بھی اسی طرح اشاعتِ دین کا کام کرنے کا حکم دیا اور بے شک صحابہ کرام ؓ آپ ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر تاحیات عمل پیرا رہے اور لمحہ بھی اس دینی فریضہ سے غفلت نہ برتی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام کی روشنی جزیرہ عرب سے نکل کر دور دراز کے ممالک تک پہنچنے لگی اور بڑی بڑی ریاستیں اسلامی ریاست کا حصہ بن گئیں۔ یہ سلسلہ شاہانِ عالم نے بعد میں جاری رکھا اور اسلام کی دعوت و تبلیغ غیر مسلم اقلیتوں کو دیتے رہے۔ آج ہمارے ہاں سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ ہمارے حکمران ایک اسلامی ریاست کے سربراہ ہونے کے باوجود غیر مسلم اقلیتوں کو دین کی دعوت نہیں دیتے۔ بلکہ یہاں تک کہ کوئی ایسا اشاعتی کام بھی ریاستی سطح پر نہیں ہو رہا جس سے اقلیتیں اسلام کے قریب آسکیں۔ حکمران اپنے سیاسی ایجنڈے کے تحت اقلیتوں کے ساتھ خیر سگالی کا جذبہ ضرور اجاگر کرتی ہیں اور ان کے ساتھ بھائی چارے کے دعوے کرتی ہیں۔ اخلاص و ایمان سے

دیکھا جائے تو اصل خیر سگالی اور بھائی چارہ یہی ہے کہ انہیں اسلام کی طرف حکمت کے ساتھ احسن انداز سے دعوت دی جائے۔یا کوئی ریاستی سطح پر غیر مسلم اقلیتوں کو تبلیغ و دعوت کا فریضہ سرانجام دینے کے لئے سلسلہ کار وضع کیا جائے تاکہ دعوت کے نبوی فریضہ پر عمل کر کے اقلیتوں کو اسلام کی طرف لایا جاسکے۔

میڈیا کا منفی طرزِ عمل :

اشاعتِ دین کے لئے سیرتِ طیبہ میں ہمیں تین طریقے ملتے ہیں: زبانی، تحریری اور عملی۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب نے یہ تینوں طریقے اختیار کئے جن کی برکت سے اسلام عرب سے عجم میں پہنچا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب ذرائع ابلاغ میں نئی نئی ایجادات سامنے آئیں تو لوگوں نے ان کا استعمال بھی کیا۔ آج کے دور میں دیکھا جائے تو الیکٹرانک میڈیا، سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا کہیں کہیں اسلام کا ذکر ضرور کرتا ہے مگر دعوتی عمل اور ضرورت کو دیکھا جائے تو وہ اس کے لئے کافی نہیں ہے۔ بلکہ ابلاغ کی دنیا میں وہ بیشتر حصہ غیر اسلامی سرگرمیوں اور بے حیائی امور کو فروغ دینے میں مصروف ہے۔ پاکستانی میڈیا ایک کاروباری انداز میں کام کر رہا ہے۔ کہیں بھی اس کے مقاصد میں غیر مسلم اقلیتوں کو دین کی دعوت دینا نہیں ہے۔ میڈیا اگر کہیں اسلام کی بات کرتا بھی ہے تو ساتھ اختلافات اور تضادات اس قدر دکھاتا ہے کہ اس کی بات شرفِ قبولیت حاصل نہیں کرتی۔ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے، اس لئے پاکستان کے میڈیا کے لئے ضروری ہے کہ بحثیتِ مسلمان پاکستانی اسلام کی اشاعت کو ضرور مدنظر رکھے اور اس کے مطابق اقدام اٹھائے۔ تفرقہ واریت اور اختلافات کی بجائے اسلام کی اصل صورت سامنے لائے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر واضح روشنی ڈالے جس سے غیر مسلم استفادہ کر سکیں۔ اسلام مخالف سرگرمیوں کو مکمل بند کیا جائے جن سے اسلام کے تشخص کو نقصان پہنچتا ہے۔ میڈیا عصرِ حاضر میں بہت بڑی قوت ہے اگر یہ مثبت انداز سے اشاعتِ دین کا کام کر رہے تو یقیناً نمایاں کامیابی اور مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔

انفرادی سطح پر بے عملی کا مظاہرہ :

ریاستی، اجتماعی اور ادارتی سطح کے ساتھ ساتھ انفرادی طور پر بھی اشاعتِ دین کا کام کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ ایک عام مسلمان ظاہر ہے تبلیغ تو نہیں کر سکتا مگر اس کا کردار غیر مسلم کے سامنے قبولیت کا معیار بن سکتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ ہمارے سامنے مشعلِ راہ ہے۔ اعلانِ نبوت سے قبل بھی آپ ﷺ کا کردار ایسا مثالی رہا کہ جو دشمن اسلام نہ لائے وہ بھی آپ ﷺ کے کردار کے معترف نظر آئے۔ کفار اسلام کی ابتدا سے لے کر تا صبح قیامت آپ ﷺ کی سیرت طیبہ میں کوئی نقص نہیں نکال سکتے۔ آپ ﷺ نے اپنے عمل سے غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دی۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا کہ اقربا کو اسلام کی دعوت دیں تو نبی کریم ﷺ نے سب کو صفا پہاڑی پر بلا کر ارشاد فرمایا: میں نے تمہارے درمیان چالیس سال گزارے ہیں، تم نے مجھے سچا پایا یا جھوٹا؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا: سچا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کہ تم نے مجھے امانت دار پایا یا خیانت کرنے والا؟ سب نے جواب دیا: امانت دار، آپ ﷺ نے مزید پوچھا: اگر میں کہوں کہ اس پہاڑی کے عقب میں ایک فوج تم سے لڑنے کھڑی ہے، تو کیا تم اس کا یقین کرو گے؟ سب نے جواب دیا: بظاہر ایسے حالات نہیں ہیں لیکن ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے ہوئے یا بد دیانتی کرتے ہوئے نہیں دیکھا؛ اس لیے کوئی وجہ نہیں کہ ہم آپ پر یقین نہ کریں۔ تب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا پیغمبر ہوں۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کردار کے کس عظیم منصب پر فائز تھے اور آپ ﷺ نے کس طرح اشاعتِ دین میں سب سے قبل اپنے عمدہ اور عظیم کردار کو پیش کیا کہ وہ لوگ

جنھوں نے اسلام قبول نہیں کیا وہ بھی اس بات کی ہمت نہیں کرسکے کہ آپ کے اخلاق و کردار پر انگلی اٹھائیں۔ آج ہماری صورتِ حال یہ ہے کہ ہم بحثیتِ مجموعی ہر حوالے سے کردار کی پستی کا شکار ہیں۔ ہم کیسے غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے کردار سے متاثر کر سکتے ہیں؟ بلکہ ہم خود رسمی اور رواجی اعتبار سے غیر مسلموں سے متاثر ہیں اور ان کے روّیوں کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ جو خود کردار کی پستی کا شکار ہو اور عملاً اغیار کا نقال ہو وہ کسی کو کیسے دعوتِ دین دے سکتا ہے؟ ہمارے نقالی کو علامہ اقبال نے جواب شکوہ میں خوبصورت انداز سے واضح کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود

یہ مسلماں ہیں! جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود[3]

اس لئے اشاعتِ دین کے فریضہ کو سرانجام دینے کے لئے ہمیں سب سے پہلے خود کو ایک مثالی نمونہ اور اسوہ حسنہ کے طور پر پیش کرنا ہوگا۔ کیونکہ ہم ایک معتدل، معیاری اور سابقہ امتوں پر گواہ ہیں اور دیگر امتوں کی غلط کاریوں کی نشاندہی کرنے والے ہیں اس لئے ہمارے منصب کا تقاضا یا یہ ہے کہ ہمارا کردار مثالی ہو جس سے غیر ہمارے قریب آئیں اور ہمارے طور طریقوں کو اپنائیں۔

علماء کا منظم نہ ہونا:

اشاعتِ دین کے لئے ہمارے دور کا ایک بڑا مسئلہ علماء کا متحد و منظم نہ ہونا ہے۔ اپنے انداز سے چند جماعتیں تبلیغ کا کام کر رہی ہیں اور کسی حد تک اس کے نتائج بھی نظر آتے ہیں مگر خاطر خواہ نتائج کے لئے علماء کا متحد ہو کر ریاست کی سربراہی میں ایک منظم طریقے سے غیر مسلم اقلیتوں کو دین کی دعوت دینی ہوگی۔ اور اس کام میں تسلسل لانا ضروری ہے۔ ہمارے لئے پریشانی یہی ہے کہ ہم آئے دن نئی سے نئی تفریق و تقسیم کا شکار ہو رہے ہیں اور بجائے اقلیتوں کو اسلام کی دعوت دینے کے ہم آپس میں کفر و شرک کے فتوؤں کو عام کر رہے ہیں۔ علماء میں جو یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں انہیں بھی اس فرقہ واریت کی وجہ سے دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ علماء میں دوریاں اس قدر زیادہ ہو گئیں ہیں کہ اب ان کا علاج یہی ہے کہ مثبت طریقے سے حکومتی سرپرستی میں اتحاد کی راہ ہموار کی جائے۔ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہی دراصل اس فریضہ کو احسن انداز میں سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں۔ ہم آج اگر اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں دوریاں مٹا کر أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ[4] کے مصداق بن جائیں اور اشاعتِ اسلام کے لئے مخلص ہو کر کام کریں اور وطن عزیز میں بسنے والی اقلیتوں کو اسلام کی طرف مائل کریں تو بہترین نتائج حاصل ہوں گے۔

عوامی سروے سے ملنے والے محرکات:

1. بقول پولیس مرکزی ملزم رابرٹ چارلس ہے جو بعد میں گرفتار ہوا، اس کی گرفتاری میں تاخیر ہے۔ مبینہ طور پر توہین کچھ انداز سے کی کہ قرآن مجید کے اوراق پر نبی کریم ﷺ سے متعلق نازیبا الفاظ لکھے۔ یوں ایک ہی ہلے میں قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ کی توہین کی گئی۔ لہذا اس پر مقدمہ درج کرانے کی کوشش کی گئی جس میں لیت و لعل سے کام لیا جاتا رہا اور یوں ملزم فرار ہو گیا۔
2. آج تک جس کسی نے بھی مقدسات کی توہین کی، اسے سزا نہیں ملی لہذا شدت پسند ایسی کارروائیوں سے باز نہیں آتے۔
3. دوسرا سبب یہ ہے کہ اخلاقی اور معاشی لحاظ سے پاکستان کا دیوالیہ نکل چکا ہے لہذا ہر کوئی یہاں سے یورپ جانے کے چکر میں ہے اور ماضی میں کئی ایک ایسے واقعات ہو چکے ہیں کہ توہین کے مرتکب افراد کو یورپ نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اسائلم کے بعد انھیں ایسی پر تعیش

زندگی دی جو وہاں کے متمول افراد ہی بمشکل افورڈ کر پاتے ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ ایسا کرنے والوں میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ لہذا ایسے سانحات کا ایسے محرکات سے خالی ہونا بعید از قیاس نہیں۔

معاصر استیصال امن میں فرقہ واریت اور مذہبی منافرت کا کردار

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں فرقہ واریت کے لئے لفظ تفرق کا استعمال فرمایا ہے۔ قرآن وسنت کی نصوص قطعیہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تفریق، افتراق واختلاف ممنوع ہے اور یہ امت کے اتحاد اور ریاست میں قیام امن کے منافی ہے۔ اس وقت دنیا بھر میں مسلمان جن مصائب وآلام اور آفات کا شکار ہیں ان کا سب سے بڑا سبب امت کی تفریق و تقسیم ہے۔ امت محمدیہ پر اگر نگاہ دوڑائی جائے تو اتحاد کا شیرازہ بکھرا ہوا نظر آتا ہے۔ یوں تو ہمارے درمیان سیاسی، لسانی، نسبی، وطنی و طبقاتی تفریق بھی موجود ہے مگر سب سے زیادہ خطرناک تقسیم و تفریق مذہبی فرقہ واریت اور منافرت ہے۔ اختلافات اس قدر شدت اختیار کر گئے ہیں کہ ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی تکفیر کرنے میں لگا ہوا ہے اور یہاں تک کہ سب وشتم اور قتل وغارت گری بھی جاری ہے۔ آج امت مسلمہ کئی فرقوں میں بٹ چکی ہے اور مسلمان ایک دوسرے کی بربادی پر شرمسار ہونے کی بجائے خوشی ومسرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ پاکستان میں یہ فرقہ واریت بہت زیادہ خطرناک صورت حال اختیار کر چکی ہے۔ الامان والحفیظ۔ ذیل میں اس کی وجوہات اور سدباب بیان کیا گیا ہے۔

بانی اسلام، ہادی برحق ﷺ نے تو اخوت، مساوات اور برداشت کی وہ تعلیم دی کہ جس کی دنیا آج بھی معترف ہے۔ افسوس تو اس امر پر ہے کہ ہم نے خود ہی اپنی ساخت کو نقصان پہنچایا، اخوت ومساوات اور برداشت کو ختم کر کے فتنہ وفساد کو جگہ دی۔ مشہور رائٹر ایچ۔ جی۔ ویلز رسول اللہ ﷺ کے قائم کردہ مثالی پرامن معاشرے کے قیام کا اعتراف ان الفاظ میں کرتا ہے:

> Although the sermons of human freedom fraternity and equality were said before also and we find a lot of them in Jesus of Nazareth but it must be admitted that it was Muhammad who for the first time in history established a society based on these principles.[5]

> ''یعنی: اگرچہ دنیا میں پہلے بھی انسانی اخوت، مساوات اور حریت کے وعظ تو بہت کیے گئے ہیں اور ایسے وعظ مسیحِ ناصری علیہ السلام کے ہاں بھی ملتے ہیں۔ لیکن یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ یہ حضرت محمد (ﷺ) ہی تھے جنہوں نے تاریخ انسانی میں پہلی بار ان اصولوں پر ایک پرامن معاشرہ قائم فرمایا۔''

مسلمانوں نے جب اللہ تعالیٰ کے فرمان اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور سیرت کو چھوڑ دیا تو وہ آپس میں حد سے زیادہ اختلافات کی بنیاد پر لڑنے لگے اور یہ تفریق، نفرت اور لڑائی ان کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے تھی۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یوں اشارہ دیا ہے: وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ[6]

> ''ترجمہ: اور انہوں نے تفرقہ پیدا نہیں کیا مگر اس کے بعد کے ان کے پاس علم آگیا تھا (اور یہ تفرقہ) آپس کی ضد کی وجہ سے''

گویا یہ تفریق و تقسیم دنیاوی حرص،اقتدار کی لالچ اور مذہبی انتہا پسندی کی وجہ سے پیدا ہوئی۔حالانکہ اللہ تعالی نے واضح انداز میں تفرقہ بازی سے منع کیا ہے اور اس کے وبال کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ[7]

''ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ان سے آپ (ﷺ) کا کوئی تعلق نہیں ہے ان کا معاملہ خدا کے حوالے ہے پھر وہ انہیں ان کے اعمال سے باخبر کرے گا۔''

اللہ تعالی نے اس آیت کریمہ میں واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ جو امت میں تفریق ڈالنے والے ہیں ان کا نبی کریم ﷺ سے کوئی تعلق نہیں۔رسول اللہ ﷺ نے امت پر واضح فرمادیا کہ تم نے میرے بعد تفرقہ میں نہیں پڑنا بلکہ اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کرنا ہے۔اس اتحاد کے لئے اللہ تعالی کے فرمان کی طرف بھی توجہ مبذول کروائی کہ تم اللہ کی رسی کو کو مضبوطی سے تھامے رکھنا،جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا[8]

''اور تم سب اللہ تعالی کی رسی (القرآن الکریم) کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔''

بے شک آج پوری دنیا میں مسلمان جہاں کہیں بھی پریشانی کا شکار ہیں یا اسلامی ریاستوں میں فرقہ واریت کی لعنت عام ہے اس کی اصل وجہ قرآن حکیم سے دوری اور اس کی تعلیمات کو پس پشت چھوڑنا ہے۔حالانکہ قرآن حکیم ہدایت کا ذریعہ ہے اور یہی ہمیں فلاح کی منزل تک پہنچانے والا ہے۔اللہ تعالی نے جسے حبل اللہ قرار دے کر ہمیں مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا،ہم نے اسے صرف چند مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ہر کوئی اپنے مقاصد کی آیات لے کر اپنے موقف کی تائید حاصل کرتا ہے،کوئی اس کو اٹھا کر جھوٹی گوائیاں دیتا ہے،کوئی گھر میں خیر و برکت کے لئے تلاوت کرتا ہے تو کوئی موت کی آسانی کے لئے یٰسین پڑھتا ہے اور کوئی مردہ کی بخشش کے لئے قرآن تلاوت کرتا ہے مگر صد افسوس اللہ تعالی نے جو ضابطہ حیات ہمیں عطا فرمایا ہماری دارین کی فلاح کے لئے،ہم نے اسے مخصوص مقاصد کے لئے رکھ چھوڑا۔علامہ اقبالؒ نے اسی کیفیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

بہ بندِ صوفی و ملا اسیری
حیات از حکمتِ قرآن نگیری
بہ آیاتش ترا کارِ جزایں نیست
کہ از یٰسین او آساں بمیری[9]

اللہ تعالی کی پناہ! بروزِ قیامت جب رسول اللہ ﷺ ہماری اس حالت پر اللہ تعالی کے حضور شکایت کریں گے تو اس وقت عذابِ الٰہی سے کون بچائے گا؟اللہ تعالی نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا[10]

"ترجمہ: اور جب رسول ﷺ کہیں گے اے رب! میری قوم نے اس قرآن کو پسِ پشت ڈال دیا تھا۔"

اللہ تعالیٰ نے ہمیں سابقہ امتوں کی مثالیں دے کر بھی سمجھایا کہ تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنہوں آپس میں اختلاف کیا اور فرقوں میں بٹ گئے، اوران کے لئے میں نے دردناک عذاب تیار کرر کھا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَاتَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ[11]

"ترجمہ: اور (خبردار) کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہیں ہو جانا جو (مختلف فرقوں میں) بٹ گئے، اور وہ باہم اختلاف میں پڑ گئے، اس کے بعد کہ آچکیں تھیں ان کے پاس (ان کے رب کی جانب سے واضح اور) کھلی ہدایت، اور ایسے لوگوں کیلئے بہت بڑا عذاب ہے۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا حوالہ دیتے ہوئے بھی ارشاد فرمایا کہ تم ان کی طرح نہ ہو جانا جو گروپ بندی کا شکار ہوئے اور اختلافات پر راضی ہو گئے۔ ارشاد فرمایا:

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَO مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ[12]

"ترجمہ: (تم فطرت الٰہیہ کی اتباع کرو) اسی کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز قائم کرو اور کبھی ان مشرکوں سے نہیں ہو جانا۔ جنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اپنے دین کو اور وہ مختلف گروہ (اور گروپ) بن گئے ہر فرقہ اپنے اسی طریقے پر نازاں (اور اسی میں مست و مگن) ہے جو اس کے پاس ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے کہ امت میں اتفاق واتحاد اور باہمی رواداری اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب مسلمان دل میں خدا خوفی پیدا کریں، صدق دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہوں، قرآن حکیم کی تعلیمات کو مضبوطی سے تھام لیں اور رسول اللہ ﷺ کے دامن کرم سے وابستہ ہو جائیں۔ اس کے برعکس اگر ہر شخص اپنی خواہشات کا پیرو بن جائے اور اپنے نظریات کو ہی درست اور واجب الاتباع قرار دے اور دوسروں کی رائے کا بالکل احترام نہ کرے تو نہ ہی امت متحد ہو سکتی ہے اور نہ ہی پاکستان میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

فرقہ واریت امن کی قاتل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی لئے اپنے عمل سے اتحاد واتفاق، اخوت اور رواداری کو فروغ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرقہ واریت کی نفی کی ہے اور امت میں اس کے پیدا ہونے کے خدشات بھی ظاہر فرمائیں ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَفَرَّقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ أَوْ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَالنَّصَارَى مِثْلَ ذَلِكَ، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً[13]

"یعنی: یہود اکہتّر، بہتّر فرقوں میں بٹ گئے اور نصاریٰ بھی اسی طرح اور میری امت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی۔"

جامع ترمذی کی ایک دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے امت کے اس وبال کا ذکر کرتے ہوئے ان پر عذاب وعتابِ الٰہی کا بھی ذکر فرمایا ہے۔سیدنا عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَإِنَّ بني إسرائيل تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً»، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي [14]

"یعنی: اور بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتّر فرقوں میں تقسیم ہوگی،سب جہنمی ہیں سوائے ایک فرقہ کے، صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں؟آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں(یعنی کتاب وسنت پر)"

مسلمان رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر غور کریں اور اتحاد و یگانگت کی طرف توجہ دیں۔نبی کریم ﷺ نے سب فرقوں کو جہنمی قرار دیا ہے سوائے اس کے جو آپ ﷺ کے راستے پر عمل کرے گا۔اور نبی کریم ﷺ کا راستہ،باہمی رواداری،امن پسندی،اتحاد و اتفاق،بردباری،صبر و تحمل اور ایک دوسرے کے نظریات واختلافات کے احترام کا راستہ ہے۔اختلافِ رائے ایک فطری عمل ہے جو کہیں بھی کسی بھی قوم اور مذہب میں ختم نہیں کیا جاسکتا۔اس لئے لوگوں میں اختلافات کا ہونا یہ ایک طبعی امر ہے مگر اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ایک دوسرے کے اختلافات واعتقادات کو احترام کی نگاہ سے دیکھا جاسکتا ہے۔اسلام میں شورائیت کا نظام اسی لئے قائم کیا گیا ہے تاکہ جب لوگوں میں اختلاف ہو جائے تو بصیرت کے ساتھ فیصلہ کیا جائے۔رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں بھی انتظامی و تجرباتی معاملات میں اختلاف کیا گیا مگر اختلاف کو تفریق کا باعث نہیں بنایا گیا۔اسی طرح آپ ﷺ کے بعد نئے پیش آنے والے دینی امور اور اجتہادی مسائل میں بھی اختلاف ہوا اور پھر بعد میں تابعین و تبع تابعین کے ادوار میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ بعض مسائل میں حلال و حرام تک میں اختلاف ہوا مگر انہوں نے اس اختلاف کو فرقہ واریت کے رنگ میں نہیں ڈھالا اور نہ ہی ان اختلافات کی بنا پر ایک دوسرے کی تکفیر کی گئی اور نہ ہی کسی کو سب وشتم کیا گیا بلکہ وہ لوگ تو ایک دوسرے کے تنوع علم سے فائدہ اٹھاتے رہے۔ہمیں بھی آج امن کی بحالی اور باہمی رواداری کے فروغ کے لئے اپنے متقدمین کے اصولوں کو اپنانا ہوگا اور اپنے اندر سے اختلافات کو مٹا کر اور ایک دوسرے کی تکفیر کرنے کی بجائے برداشت اور احترامِ مذاہب کو رواج دینا ہوگا۔

مجموعہ تعزیرات پاکستان کا تعارف

مجموعہ تعزیرات پاکستان وطن عزیز میں بنیادی حقوق سے لے کر ہر طرح کے امن عامہ کو قائم رکھنے کے لیے حل پیش کرتا ہے۔ملکی سلامتی کے لیے قانون نافذ کرنے والے ادارے اسی قانون کی بالادستی کے لیے معاشرے میں متحرک رہتے ہیں۔اس مجموعہ کا بنیادی ماخذ تعزیرات ہند ہے۔گویا مجموعہ تعزیرات پاکستان سے قبل یہ مجموعہ تعزیرات ہند تھا۔یہ فوجداری قوانین کا ایک جامع مجموعہ ہے جس کا مقصد قانون فوجداری کے تمام اہم مسائل کا احاطہ کرنا ہے۔اس قانون کا مسودہ 1860ء میں تیار کیا گیا تھا جس کے پیچھے برطانوی بھارت کے پہلے قانونی کمیشن کی سفارشات کارفرما تھیں۔یہ کمیشن 1834ء میں چارٹر ایکٹ 1833ء کے تحت تھامس بابنگٹن میکالے کی صدارت میں قائم ہوا تھا۔یہ فوجداری قانون برطانوی بھارت میں 1862ء نافذ کیا گیا۔ [15] تاہم یہ قوانین نوابی ریاستوں میں نافذ نہیں کیے گئے،اس کی بجائے ان کے پاس 1940ء کی دہائی تک ان کی اپنی عدالتیں اور قانونی نظام تھے۔تعزیرات ہند ہی پر مبنی جموں وکشمیر میں ایک علیحدہ ضابطہ فوجداری نافذ کیا گیا جسے رنبیر ضابطہ تعزیرات کہا جاتا

International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/199 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.3 (2024)
(July-September)

ہے۔انگریزوں کی واپسی کے بعد، تعزیرات ہند پاکستان کو ورثے میں ملا۔ بعد ازاں ان تعزیرات میں اسلامی قوانین فوجداری کی متعدد دفعات بھی شامل کی گئیں۔

پاکستان میں ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے حل (مجموعہ تعزیرات پاکستان کی روشنی میں)

سانحہ سے متعلق ایک ایف آئی آر پہلے مسلمانوں کی طرف سے گستاخی کرنے والے مسیح افراد کے خلاف درج کرائی گئی جس کی تصویر ذیل میں لگائی گئی ہے:

Authentication
برائے تصدیق

پولیس فارم نمبر 24-5(1)

سیریل نمبر:FSD-CJW-008737

Citizen Feedback
رائے کے لیے اسکین کریں

ابتدائی اطلاعی رپورٹ نسبت جرم قابل دست اندازی پولیس رپورٹ شدہ زیر دفعہ 154 مجموعہ ضابطہ فوجداری

نمبر: 1258/23 تھانہ: سٹی جڑانوالہ ضلع: فیصل آباد ای ٹیگ نمبر: CJW-8/16/2023-8282 تاریخ ووقت وقوعہ: 16.08.2023

1	تاریخ ووقت رپورٹ	بحوالہ رپٹ نمبر(32) 16-08-202307:00AM
6	تھانہ سے روانگی کی تاریخ بوقت	سپیشل رپورٹ
2	نام وسکونت اطلاع دہندہ مستغیث	منصور صادق انسپکٹر پتہ: تھانہ سٹی جڑانوالہ فون نمبر: 03006629466
3	مختصر کیفیت جرم (معہ دفعہ) ومال اگر کچھ کھو گیا ہے	بجرم: ت پ 295C ت پ 295B ت پ 295A 201ت پ ت پ 120B ایزاد:295A : ضمنی نمبر:1 تاریخ:16-08-2023 ایزاد:201: ضمنی نمبر:16 تاریخ:31-08-2023 ایزاد:120B : ضمنی نمبر:27 تاریخ:11-09-2023
4	جائے وقوعہ وفاصلہ تھانہ سے اور سمت	بحد رقبہ سینما چوک جڑانوالہ بفاصلہ 1 کلومیٹر جانب مغرب از تھانہ بیٹ نمبر:2 سٹی ایریا II
5	کاروائی متعلقہ تفتیش اگر اطلاع درج کرنے میں کچھ توقف ہوا ہو تو اس کی وجہ بیان کی جاوے	حسب آمد تحریر استغاثہ

35116456

دستخط: آصف علی بیلٹ نمبر: 7062 عہدہ: HC ٹیلی فون نمبر: 03427870227

(ابتدائی اطلاع نیچے درج کریں)

استغاثہ زیر دفعہ 295C/295B ت پ امروز میں معہ عباس علی SI افتخار احمد ASI سلیمان C/2790 محسن C/6116 معظم ظہور C/3398 بسواری سرکاری گاڑی سینما چوک موجود ہوں کہ مسمیان محمد افضل ولد محمد شریف قوم جٹ سکنہ چڑہ منڈی گلی نمبر 4 جڑانوالہ نور حسین ولد محمد صدیق قوم راجپوت مکان نمبر 29 گلی نمبر 4 چڑہ منڈی جڑانوالہ محمد توحید ولد محمد قدیر قوم شیخ ساکن نشاط سینما روڈ جڑانوالہ نے بتلایا مسمیان 1 راجہ عامر ولد سلیم مسیح 2 راکی مسیح ولد سلیم قوم عیسائی سکنہ جڑانوالہ نے قرآن پاک کی بے حرمتی کی اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور مسلمانوں کے خلاف توہین آمیز باتیں کی ہیں اطلاع پاکر موقع پر پہنچے تو وہاں پر سے قرآن پاک کے اوراق جن پر سرخ پنسل سے گستاخ الفاظ لکھے تھے اور ایک کلینڈر بنایا ہوا جو قبضہ پولیس میں لیکر بتکمیل فرد کی گئی ہے ملزمان فرار تھے متذکرہ ملزمان نے قرآن پاک کی بے حرمتی کر کے توہین رسالت کر کے اور مسلمانوں کے خلاف توہین آمیز الفاظ نکل کر ارتکاب جرم 295C/295B ت پ کا ارتکاب کیا ہے ملزمان کے خلاف استغاثہ بجرم مذکور مرتب کر کے بغرض قائمی مقدمہ بدست عباس علی SI روانہ تھانہ کیا گیا ہے بعد اندراج مقدمہ نقل مثل پولیس عقب انچارج انوسٹی گیشن بجھوائی جائے از سینما چوک جڑانوالہ بوقت 6/45 بجے صبح منصور صادق I/SHO تھانہ سٹی جڑانوالہ 16.08.2023 از تھانہ حسب آمد تحریر استغاثہ پر رپورٹ ابتدائی اطلاعی ہذا بجرم مذکور مرتب کر کے اصل تحریر استغاثہ معہ نقل FIR بمراد تفتیش بدست نائب محرر عقب انچارج INV صاحب بجھوائی جا رہی ہے ۔نیز سپیشل رپورٹ ہائے افسران مجاز مرسل کی جا رہی ہیں

آصف علی HC
16-08-2023

بعد ازاں مسلمانوں کی طرف سے جب تشدد کا واقعہ پیش آیا تو پھر مسیح برادری کی طرف مسلمانوں پر ایف آئی آر درج کرائی جس کی تصویر ذیل میں چسپاں کی گئی ہے:

پولیس فارم نمبر 24-5(1)

ابتدائی اطلاعی رپورٹ نسبت جرم قابل دست اندازی پولیس رپورٹ شدہ زیر دفعہ 154 مجموعہ ضابطہ فوجداری

Authentication

Citizen Feedback

FSD-CJW-008739

نمبر: 1260/23 تھانہ: سٹی جڑانوالہ ضلع: فیصل آباد CJW-8/16/2023-8288

1	تاریخ و وقت رپورٹ	16-08-2023 10:00AM	6	تھانہ سے روانگی کی تاریخ و وقت	
2	نام و سکونت اطلاع دہندہ و مستغیث			محمد سلطان SI تھانہ سٹی جڑانوالہ فون نمبر: 03137103435	
3	مختصر کیفیت جرم (معہ دفعہ) و مال اگر کچھ کھو گیا ہے			THE ANTI-TERRORISM ACT, 1997 - 7-1(i) THE ANTI-TERRORISM ACT, 1997 - 7-1(g) THE ANTI-TERRORISM ACT, 1997 - 7-1(h) THE ANTI-TERRORISM ACT, 1997 - 7-1(d) THE ANTI-TERRORISM ACT, 1997 324 353 186 452 436 427 295 295A 153A 148 149 THE PUNJAB SOUND SYSTEMS (REGULATION) ACT 2015 - 5- THE PUNJAB SOUND SYSTEMS (REGULATION) ACT 2015 - 6-	
4	جائے وقوعہ و فاصلہ تھانہ سے اور سمت			بحد رقبہ سینما چوک مہتاب مسجد جڑانوالہ بفاصلہ 1 کلومیٹر جانب مغرب از تھانہ بیٹ نمبر: 1 سٹی ایریا	
5	کاروائی متعلقہ تفتیش اگر اطلاع درج کرنے میں کچھ توقف ہوا ہو تو اس کی وجہ بیان کی جائے			حسب آمد تحریری استغاثہ	

دستخط: آصف علی بیلٹ نمبر: 7062 عہدہ: HC ٹیلی فون نمبر: 03427870227

(ابتدائی اطلاع نیچے درج کریں)

آصف علی HC
16-08-2023

درج بالا ایف آئی آر کی روشنی میں مجموعہ تعزیرات پاکستان کے بہت سے آرٹیکلز سانحہ سے متعلق ہیں جن کے نفاذ سے معاشرے میں امن عامہ کو بحال کیا جا سکتا ہے۔ درج ذیل آرٹیکلز مکمل طور پر اس حادثہ کا تدارک بن سکتے ہیں :

آرٹیکل 148: مہلک ہتھیار سے مسلح ہو کر بلہ بولنا

جو کوئی شخص کسی مہلک ہتھیار سے یا کسی ایسی چیز سے مسلح ہو کر کسی پر اگر جارحانہ ہتھیار کا استعمال کرے جس سے ہلاکت واقع ہونے کا اعتماد ہو تو بلوہ کرنے کے مجرم کو کسی بھی قسم کی سزا اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔[16]

آرٹیکل 149: مجمع خلاف قانون کا ہر رکن اس جرم کا مجرم ہے جس کا ارتکاب غرض مشترک حاصل کرنے کے واسطے کیا جائے

اگر مجمع خلاف قانون کے کسی رکن کی طرف سے مجمع مذکور کی غرض مشترک حاصل کرنے کے لیے کسی جرم کا ارتکاب کیا جائے یا کسی ایسے جرم کا ارتکاب کیا جائے جس کو مجمع مذکور کے ارکان جانتے ہوں کہ مذکورہ غرض کے حاصل کرنے میں اس کے ارتکاب کا احتمال ہے تو ہر وہ شخص جو مذکورہ جرم کا ارتکاب کے وقت اس مجمع کا کارکن ہو جرم مذکور کا مجرم ہے۔[17]

آرٹیکل 153اے: مختلف گروہوں وغیرہ کے درمیان دشمنی کو فروغ دینا

جو کوئی شخص الفاظ کے ذریعے خاص زبانی یا تحریری یا علامات کے ذریعے یاد کھائی دینے والے خاکوں کے ذریعے یا بصورت دیگر مختلف مذہبی نسلی لسانی یا علاقائی گروہوں یا ذاتوں یا جماعتوں کے درمیان مذہب نسل جائے پیدائش رہائش زبان ذات یہ جماعت کی بنا پر یا کسی دوسری بنا پر جو بھی ہو منافرت یاد شمنی کے جذبات نفرت یا عداوت کو فروغ دے یا فروغ دینے پر اکسائے یا فروغ دینے یا اکسانے کا اقدام کرے، پانچ سال کی مدت تک سزائے قید اور جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔[18]

آرٹیکل 186: کار سرکار کی انجام دہی میں سرکاری ملازم کی مزاحمت کرنا

جو کوئی شخص کسی سرکاری ملازم کی کار سرکار کی انجام دہی میں بالارادہ مزاحمت کرے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین ماہ تک ہو سکتی ہے یا ایک ہزار پانچ سو روپے تک جرمانہ کی سزا یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔[19]

آرٹیکل 295: کسی جماعت کے مذہب کی تذلیل کی نیت سے عبادت گاہ کو نقصان پہنچانا یا نجس کرنا

جو کوئی شخص کسی عبادت گا یا کسی ایسی چیز کو جو اشخاص کی کسی جماعت کی طرف سے مقدس سمجھی جاتی ہو اس نیت سے تباہ کرے نقصان پہنچائے یا ناپاک کرے کہ بایں طور وہ اشخاص کی کسی جماعت کے مذہب کی تذلیل کرے یا اس علم کے ساتھ کہ اشخاص کی کسی جماعت کی مذکورہ تباہی نقصان یا ناپاکی کو ان کے مذہب کی تذلیل سمجھنے کا احتمال ہے تو اسے کسی ایک کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو دو سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔[20]

آرٹیکل 295الف: کسی جماعت کے مذہب یا مذہبی اعتقادات کی تذلیل کے ذریعے اس کے مذہبی جذبات کی بے حرمتی کی نیت سے کینہ وارانہ اور ارادی افعال

جو کوئی شخص پاکستان کی کسی جماعت کے مذہبی جذبات کی بے حرمتی کرنے کے ارادے اور کینہ وارانہ مقصد سے الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یاد کھائی دینے والے خاکوں کے ذریعے مذکورہ جماعت کے مذہب یا مذہبی اعتقادات کی تذلیل کرے یا تذلیل کرنے کی کوشش

کرے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو 10 سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔[21]

آرٹیکل 295ب: قران پاک کے نسخے کی بے حرمتی وغیرہ کرنا

جو کوئی قران پاک کے نسخے یا اس کے کسی اقتباس کی عمداً بے حرمتی کرے اسے نقصان یا اس کی بے ادبی کرے یا اسے توہین آمیز طریقے سے یا کسی غیر قانونی مقصد کے لیے استعمال کرے تو وہ عمر قید کی سزا کا مستوجب ہوگا۔[22]

آرٹیکل 295ج: پیغمبر اسلام کی شان میں توہین آمیز الفاظ وغیرہ استعمال کرنا

جو کوئی الفاظ کے ذریعے خاص زبانی ہو یا تحریری یا نقوش کے ذریعے یا کسی تہمت کنایہ یا در پردہ تاریخ کے ذریعے بلاواسطہ یا بالواسطہ رسول اللہ ﷺ کے پاک نام کی توہین کرے گا تو اسے موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔[23]

آرٹیکل 324: قتل عمد کے ارتکاب کا اقدام

جو کوئی ایسا کوئی فعل ایسے ارادے یا علم کے ساتھ اور ایسے حالات کے تحت کرے کہ اگر وہ اس فعل کے ذریعے قتل کا باعث بن جاتا تو وہ قتل عمد کا مجرم ہوتا، تو اسے کسی بھی قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو 10 سال تک ہو سکتی ہے۔[24]

آرٹیکل 353: سرکاری ملازم پر اس کو اپنے فرض کی ادائیگی سے باز رکھنے کے لیے حملہ یا جبر مجرمانہ کرنا

جو کوئی شخص کسی شخص پر جو سرکاری ملازم ہو جبکہ وہ مذکورہ سرکاری ملازم کے طور پر اپنا فرض انجام دے رہا ہو یا اس نیت سے کہ مذکورہ شخص کو مذکورہ سرکاری ملازم کے طور پر اپنے فرض کی ادائیگی سے روکا یا دور رکھا جائے یا کسی عمل کے باعث جو مذکورہ شخص نے مذکورہ سرکاری ملازم کے طور پر اپنے فرض کی جائز انجام دہی میں کیا ہو یا کرنے کی کوشش کی ہو حملہ کرے یا جبر مجرمانہ کرے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو دو سال تک ہو سکتی ہے یہ جرمانے کی سزا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔[25]

آرٹیکل 427: نقصان رسانی جو 50 روپے یا زیادہ کے نقصان کا باعث ہو

جو کوئی شخص نقصان رسانی کا ارتکاب کرے اور اس کے ذریعے 50 روپے یا اس سے زیادہ کے ضیاع یا مضرت کا باعث ہو تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو دو سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔[26]

آرٹیکل 436: مکان وغیرہ کو تباہ کرنے کی نیت سے آگ یا آتش گیر مادے کے ذریعے نقصان رسانی

جو کوئی شخص اس نیت سے یا اس امر کے اعتماد کے علم سے کہ وہ کسی عمارت کو جو عام طور پر عبادت گاہ یا انسان کی بود و باش یا مال کی حفاظت کی جگہ کے طور پر استعمال کی جاتی ہو تباہ کرے آگ یا آتش گیر مادے کے ذریعے نقصان رسانی کا ارتکاب کرے تو اسے عمر قید کی سیاح یا کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال سے کم نہ ہوگی اور نہ ہی زائد 10 سال تک ہو سکتی ہے اور جرمانے کا مستوجب ہوگا۔[27]

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891

آرٹیکل 452: ضرر حملہ یامزاحمت بے جاکی تیاری کے بعد مداخلت بے جابخانہ

جو کوئی شخص کسی شخص کو ضرر پہنچانے یا کسی شخص پر حملہ کرنے یا کسی شخص کی مزاحمتیں بے جا کرنے یا کسی شخص کو ضرب یا حملہ یامزاحمت بے جا کے خوف میں ڈالنے کی تیاری کے بعد مداخلتیں بے جابخانہ کا ارتکاب کرے تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو سات سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہو گا۔[28]

ملک پاکستان کا قانون ریاست کے امن عامہ کو بحال کرنے کے لیے کافی ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کے نفاذ کے لیے ہر ممکن سعی کی جائے۔ہمارے ملک کا قانون لوگوں کو حقوق فراہم کرنے اور جرائم کی راک تھام کے لیے مکمل حل پیش کرتا ہے۔بس ریاستی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے نفاذ کے لیے ہر ممکن کوشش کریں۔

نتائج:

- سانحہ جڑانوالہ کے اصل محرکات میں دین سے دوری، مذہبی عصبیت، سیاسی بصیرت کی کمی، عدم برداشت، علماء کی عدم دلچسپی، اقلیتوں کا فرائض سے کوتاہی، حکومتی سطح پر غفلت، میڈیا کا منفی طرزِ عمل، انفرادی سطح پر بے عملی کا مظاہرہ اور علماء کا منظم نہ ہونا ہے۔
- عوامی سروے سے ملنے والے محرکات میں گستاخی کرنے والے کی گرفتاری میں لیت ولعل سے کام لینا، گستاخوں کو سزا نہ دینا اور بیرون ملک جانے کے چکر میں گستاخی کا سہارا لینا ہے۔
- موجودہ بدامنی کے حالات میں فرقہ واریت اور مذہبی منافرت کا اہم کردار ہے۔
- مجموعہ تعزیرات پاکستان بدامنی کے تمام حالات سے نبٹنے کے لیے جامع حل پیش کرتا ہے۔
- سانحہ جڑانوالہ جیسے واقعات کا حل آرٹیکل A,186, 295, 259A,295B,295C, 148,149,153 324,353, 427, 436, اور452 میں ہے۔

سفارشات:

- اگر کسی جگہ توہین مقدسات جیسا واقعہ ہوتا ہے تو جس انسان سے علم میں آتا ہے اسے چاہیے کہ اسے وائرل کرنے کی بجائے متعلقہ ادارے کو اطلاع دے اور مقدمہ درج کرانے کی کوشش کرے۔
- اگر پولیس کی جانب سے لیت ولعل سے کام لیا جائے تو علاقے کے معتمد اور بااثر افراد کو اعتماد میں لے کر اندراج مقدمہ کی کوشش کی جائے۔
- مبینہ ملزم کی گرفتاری تک اس کی شناخت عوامی سطح پر ہر گز ظاہر نہ کی جائے تاکہ اس کی جان کو کسی قسم کا خطرہ درپیش نہ ہو۔
- مساجد کی کمیٹیوں کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہاں سے اشتعال انگیز اعلانات نہ ہونے پائیں۔
- اگر اعلانات ہو جاتے ہیں تو اس علاقے کی ناکابندی کرنی چاہیے جہاں توہین ہوئی ہے۔
- عوام کے بھیس میں مجرم پیشہ عناصر پر خصوصی نظر رکھی جائے۔
- متعلقہ علاقے کے معتمد اور بارسوخ علماء کے ساتھ ساتھ امن کمیٹیوں کو بھی ضرور انوالو کرنا چاہیے تاکہ وہ موقع پر پہنچ کر حالات قابو کرنے میں مدد کریں۔

- سب سے اہم اور ضروری بات کہ جو بھی توہین میں ملوث پایا جائے اسے بغیر کسی اندرونی یا بیرونی دباؤ کے قرار واقعی سزا دی جائے اور اسی طرح جو لوگ قانون ہاتھ میں لے کر بے گناہ لوگوں کی املاک کو نقصان پہنچاتے ہیں اور دین کی بدنامی کا سبب بنتے ہیں، انھیں بھی عبرت کا نمونہ بنایا جائے۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تو معذرت لیکن سچی بات یہی ہے کہ نہ تو توہین جیسے واقعات پر مبنی عمل رکے گا اور نہ ہی جلاؤ گھیراؤ جیسے واقعات پر مبنی رد عمل اور یوں معاشرہ جانوراتی تبدیلی کی لپیٹ میں آتا چلا جائے گا۔

مصادرومراجع:

البقرہ:126
امام مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان تفاضل الاسلام، رقم الحدیث 41، ج1، ص65
شرح کلیات اقبال، بانگ درا، جواب شکوہ، علامہ، ڈاکٹر محمد اقبال، (شارح غلام حسن) لاہور: اسلام بک ڈپو، 2015ص381
الفتح:۲۹
H. G. Wells (21 September 1866 – 13 August 1946) English author, historian, teacher, and journalist.
الشوریٰ:14
الانعام:159
اٰل عمران:103
علامہ، اقبال، ڈاکٹر، ارمغان حجاز
الفرقان:30
اٰل عمران:105
الروم:31،32
13
ترمذی، ابوموسیٰ بن عیسیٰ، امام، جامع ترمذی، ترجمہ: بدیع الزمان، لاہور: نعمانی کتب خانہ، س ن، ج2، ص540
ایضاً، ص541
Universal's Guide to Judicial Service Examination, Delhi: Universal Law Publishing, Eight Edition 2011,P7
مجموعہ تعزیرات پاکستان، لاہور: عرفان لا بک ہاؤس، آرٹیکل 148
ایضاً، آرٹیکل 149
ایضاً، آرٹیکل 153-A
مجموعہ تعزیرات پاکستان، آرٹیکل 186
ایضاً، آرٹیکل 295
ایضاً، آرٹیکل 295-A
مجموعہ تعزیرات پاکستان، آرٹیکل 295-B
ایضاً، آرٹیکل 295-C
ایضاً، آرٹیکل 324
ایضاً، آرٹیکل 353
مجموعہ تعزیرات پاکستان، آرٹیکل 427
ایضاً، آرٹیکل 436

ایضاً، آرٹیکل 452